

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تقویٰ کا اعلیٰ مقام

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا - رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ كِتَابًا

(الطلاق: 11-12)

اللہ کا تقویٰ اختیار کرواے عقل والو جو ایمان لائے ہو! اللہ نے تمہاری طرف ایک عظیم ذکر نازل کیا ہے۔ ایک رسول کے طور پر جو تم پر اللہ کی روشن کردینے والی آیات تلاوت کرتا ہے تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ اُسے (ایسی) جنوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں۔ اُس کے لئے (جو نیک اعمال بجالاتا ہے) اللہ نے یقیناً بہت اچھا رزق بنایا ہے۔

يا	صَاحِبَ	الْجَبَالِ	وَ	يا	سَيِّدَ	الْبَشَرِ
مِنْ	وَجْهِ	الْبُنْيَيْنِ	لَقَدْ	نُورَ	الْقَمَرِ	
لَا	يُحِزُّنُ	الشَّعَاءَ	كَمَا	كَانَ	حَقُّهُ	
بعد	از	خدا	بزرگ	توئی	قصہ	مختصر

معزز سامعین!

ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اللہ تعالیٰ نے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ (الاحزاب: 22) آپ نے اپنے عمل سے ہر چیز کو اعتدال میں رکھتے ہوئے تقویٰ کے نہایت اعلیٰ نمونے دکھائے تاکہ آپ کے متبعین بھی ان راہوں کو آسانی کے ساتھ اختیار کر سکیں۔ ہمارے محسن رہنما حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تقویٰ کی چھلک کو دیکھتے ہوئے پھر اسے اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔

میں تم سب سے زیادہ متقی ہوں کے حوالے سے ایک واقعہ آپ حاضرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

ایک دفعہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے دنیا سے بے رغبتی کے اظہار کے طور پر عمر بھر شادی نہ کرنے، ساری ساری رات عبادت کرنے اور ہمیشہ روزہ رکھنے کے عہد کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے روکا اور اپنے نمونہ پر چلنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ دیکھو! میں نے شادیاں بھی کی ہیں، رات کو سوتا بھی ہوں، عبادت بھی کرتا ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں اور اس میں ناغہ بھی کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی کیا بات! آپ تو اللہ کے رسول ہیں یعنی ہم کمزور اور گناہ گار ہیں ہمیں زیادہ نیکیوں کی ضرورت ہے۔ تب آپ نے بڑے جلال سے فرمایا کہ میں تم میں سب سے زیادہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والا اور اللہ کی معرفت رکھنے والا ہوں۔ گویا سب سے زیادہ عمل کی مجھے ضرورت ہے اور نجات کے لئے میرے نمونہ کی پیروی تم پر لازم ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے زیادہ متقی انسان تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب اول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا اعلمکم باللہ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خداترسی کا یہ عالم تھا کہ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو کھول کر سنا دیا کہ تمہارے عمل ہی تمہارے کام آئیں گے۔ میں یا میرے ساتھ تمہارا رشتہ کچھ کام نہیں آئے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الوصایا باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب)

اللہ تعالیٰ کے غنا سے ہمیشہ آپ کو یہ خوف بھی دامن گیر رہتا تھا کہ نیک اعمال خدا کے حضور قبولیت کے لائق بھی ٹھہرتے ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ذکر ہے کہ سچے مومن وہ ہیں جو اپنے رب کی خشیت کے سبب ڈرتے رہتے ہیں اور اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں اور یہ لوگ جب بھی وہ خدا کے حضور کچھ پیش کرتے ہیں تو ان کے دل خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (المؤمنون: 58-61)

سامعین! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل یا آندھی کے آثار دیکھتے تو آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! لوگ تو بادل دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ بارش ہوگی مگر میں دیکھتی ہوں کہ آپ بادل دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا پتہ ہے کہ اس آندھی میں کوئی ایسا عذاب پوشیدہ ہو جس سے ایک گذشتہ قوم ہلاک ہو گئی تھی اور ایک قوم یعنی عاد ایسی گزری ہے جس نے عذاب دیکھ کر کہا تھا یہ تو بادل ہے، برس کر چھٹ جائے گا مگر وہی بادل ان پر دردناک عذاب بن کر برسا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة الاحقاف)

تقویٰ مہلک عمل میں رائج

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو اہاب کی بیٹی سے شادی کی تو ایک عورت نے آکر کہہ دیا کہ اس نے مجھے اور میری بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے تو تم نے دودھ نہیں پلایا اور نہ ہی مجھے بتایا تھا۔ عقبہ مکہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ یہ مسئلہ پوچھنے آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب جب یہ کہا جا چکا ہے اور شک پڑ چکا ہے تو پھر تم کیسے میاں بیوی رہ سکتے ہو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جدا کر دیا اور عقبہ نے دوسری شادی کر لی۔

(بخاری کتاب العلم باب الرحلة فی المسائل النازلة)

کامل احتیاطیں

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر حدیبیہ کے لئے نکلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ تو احرام میں تھے مگر میں نے احرام نہیں باندھا تھا دوران سفر میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کر لیا اور حضور کے پاس آکر عرض کیا۔ میں احرام سے نہیں تھا اس لئے آپ کی خاطر یہ شکار کر لیا۔ چونکہ محرم کا خود شکار کرنا یا اس کی خاطر کسی کا شکار مارنا بھی جائز نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس فقرہ کی وجہ سے کہ ”میں نے آپ کی خاطر یہ شکار کیا ہے“ اس میں سے کچھ کھانا پسند نہ کیا البتہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس گوشت کے کھانے کی اجازت دے دی۔

(ابن ماجہ کتاب البناسک باب الرخصة)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر لحظہ اپنے رب سے ڈرتے رہتے تھے۔ فرماتے تھے۔ میں بسا اوقات گھر میں ایک کھجور بستر پر پڑی پاتا ہوں بھوک کی وجہ سے اٹھا کر کھانے لگتا ہوں پھر خیال آتا ہے کہ صدقہ کی نہ ہو اور جہاں سے اٹھائی وہیں رکھ دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الفط قباب اذا وجد تمرقة فی الطريق)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کی بھی اسی رنگ میں تربیت فرمائی اور ان کے دل میں بھی بچپن سے تقویٰ پیدا کیا۔ ایک دفعہ آپ کے نواسے نے گھر میں کھجور کا ایک ڈھیر دیکھا اور صدقہ کی ان کھجوروں میں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا، فوراً اپنی انگلی بچہ کے منہ میں ڈالی اور کھجور نکال کر باہر پھینک دی اور فرمایا۔ اے بچے! تم آل رسول ہو ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اخذ الصدقة التبر)

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد خلاف معمول بڑی تیزی سے صحابہ کی صفیں چیرتے ہوئے اپنے گھر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو ہاتھ میں سونے کی ایک ڈلی تھی۔ فرمایا کچھ سونا آیا تھا جو مستحقین میں تقسیم ہو گیا تھا، یہ سونے کی ڈلی تقسیم ہونے سے رہ گئی تھی۔ نماز میں مجھے خیال آیا تو اسے جلدی سے لے آیا ہوں تاکہ قومی مال سے کچھ ہمارے گھر میں نہ پڑا رہ جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الزکاة باب من أحب تعجيل الصدقة)

تقویٰ کے آنسو

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع کا یہ خوبصورت منظر بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کی طرف منہ کیا پھر اپنے ہونٹ اس پر رکھ دینے اور دیر تک روتے رہے۔ پھر اچانک توجہ فرمائی تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پہلو میں کھڑے روتے دیکھا اور فرمایا اے عمر! یہ وہ جگہ ہے جہاں تقویٰ اللہ سے آنسو بہائے جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ کتاب المناسک باب استلام الحجر)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بہت پیاری اور خوبصورت کی بات سنائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ان کی توہر ادا ہی پیاری تھی۔ ایک رات میرے ہاں باری تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے ساتھ بستر میں داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن میرے بدن سے چھونے لگا پھر فرمانے لگے اے عائشہ! کیا آج کی رات مجھے اپنے رب کی عبادت میں گزارنے کی اجازت دوگی۔ میں نے کہا مجھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش عزیز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشکیزہ سے وضو کیا اور نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھنے لگے۔ پھر رونے لگے یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسوؤں سے دامن تر ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں پہلو سے ٹیک لگائی، دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر کچھ توقف کیا پھر رونے لگے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسوؤں سے زمین بھیگ گئی۔ صبح بلال رضی اللہ عنہ نماز کی اطلاع کرنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے پایا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ بھی روتے ہیں؟ حالانکہ اللہ نے آپ کو بخش دیا۔ فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ پھر فرمانے لگے میں کیوں نہ روؤں جبکہ آج رات مجھ پر یہ آیات اتری ہیں: إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل عمران کے آخری رکوع کی یہ آیات پڑھیں اور فرمایا: ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس نے یہ آیات پڑھیں اور ان پر غور نہ کیا۔

(الدر المنثور للسيوطی ج 4 صفحہ 409 دار الفکر، بیروت)

حضرت مطرف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گریہ وزاری اور بکاء سے یوں ہچکیاں بندھ گئی تھیں گویا چکی چل رہی ہے اور ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز کی طرح آپ کے سینے سے گڑ گڑا ہٹ سنائی دیتی تھی۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب البكاء فی الصلوٰۃ)

خدا کا خوف مجھے رلاتا ہے

کندہ قبیلہ کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے آپ سے کوئی نشان صداقت طلب کیا۔ آپ نے قرآن کریم کے اعجازی کلام کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایسا کلام ہے جس پر باطل آگے سے نہ پیچھے سے کبھی بھی اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے سورۃ الصافات کی ابتدائی آیات خوش الحانی سے پڑھ کر سنائیں وَالصَّفَاتِ صَفًا... (سورۃ الصَّفَاتِ: 2-6) یہاں تک تلاوت کر کے حضور رک گئے کیونکہ آواز بھرا کر گلو گیر ہو گئی تھی۔ آپ ساکت و صامت اور بے حس و حرکت بیٹھے تھے۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے جو ٹپ ٹپ آپ کی داڑھی پر گر رہے تھے۔ کندہ قبیلہ کے لوگ یہ عجیب ماجرہ دیکھ کر حیران تھے۔ پوچھنے لگے کیا آپ اپنے خدا کے خوف سے روتے ہیں؟ فرمایا ہاں! اس کا خوف مجھے رلاتا ہے۔ جس نے مجھے صراطِ مستقیم پر مبعوث فرمایا ہے۔ تلوار کی دھار کی طرح سیدھا مجھے اُس راہ پر چلانا ہے۔ اگر ذرا بھی میں نے اس سے انحراف کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا۔

(السیرۃ الحلبيۃ جلد 3 صفحہ 227 از علامہ علی بن برہان الدین حلبی، دار لکتب العلمیۃ، بیروت)

کبھی آپ روتے روتے خدا کے حضور عرض کرتے کہ اے اللہ! مجھے آنسو بہانے والی آنکھیں عطا کر جو تیری خشیت میں آنسوؤں کے بہنے سے دل کو ٹھنڈا کر دیں، پہلے اس سے کہ آنسو خون اور پتھر اٹکا رہے بن جائیں۔

(کتاب الدعاء جلد 3 صفحہ 1480- از علامہ طبرانی، مطبوعہ بیروت)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک دفعہ سورج گرہن ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کسوف پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ بڑے لمبے رکوع اور سجدے کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر روتے جاتے تھے کہ بچکی بندھ گئی اس حال میں رور و کر یہ دعا کر رہے تھے:

"میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا کہ جب تک میں ان لوگوں میں ہوں تو انہیں عذاب نہ دے گا۔ کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے تو ان پر عذاب نازل نہ کرے گا۔ پس ہم استغفار کرتے ہیں۔ (تو ہمیں معاف فرما)۔"

(الدر المنثور للسیوطی ج 9 صفحہ 59 دار الفکر بیروت)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک یہ دعا کرتے رہے جب تک سورج گرہن ختم نہ ہو گیا۔

الہی! مجھے تقویٰ نصیب فرما

خشیت کی اس کیفیت کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا ترسی کا یہ عالم تھا کہ اپنے مولیٰ کے حضور مناجات میں اس کا تقویٰ اور خشیت مانگا کرتے۔ کبھی کہتے "اے اللہ! میرے نفس کو اپنا خوف اور تقویٰ نصیب کر دے اور اسے پاک کر دے۔ تجھ سے بڑھ کر کون اسے پاک کر سکتا ہے؟ تو ہی اس کا دوست اور آقا ہے"

(صحیح مسلم کتاب الذکر باب العوذ من شر ما عمل)

کبھی یہ دعا کرتے

"اے اللہ! اپنی وہ خشیت ہمیں عطا کر جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے۔"

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات باب ما جاء فی عقد التسبیح)

باپ سے بڑھ کر محبت

عرب میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج تھا۔ ایک باپ نے خود آنحضرت صل اللہ علیہ وسلم کو اپنا ایک واقعہ سنایا کہ میں لمبے سفر پر تھا کہ (میرے بعد میری ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ میری بیوی مجھ سے چھپا کر اس کی پرورش کرتی رہی۔ جب وہ بڑی ہو گئی اور باتیں کرنے لگی تو میری بیوی نے سمجھا کہ اگر اب وہ مجھے بتائے گی تو شاید میں اسے قتل نہیں ہو گا۔ چنانچہ بیوی کے بتانے پر کہ وہ میری بیٹی ہے۔ میں جنگل میں گیا اور گڑھا کھود آیا۔ پھر کسی بہانہ سے بیٹی کو جنگل میں لے گیا اور گڑھے میں دھکا دیکر اس پر مٹی ڈالنے لگا۔ بچی پر چلاتی رہی۔ ہائے ابا! یہ کیا کر رہے ہو۔ مگر میں مٹی ڈالتا رہا یہاں تک کہ وہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی۔ جب اس باپ نے واقعہ مکمل کر کے سر پر اٹھایا تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم کیسے ظالم باپ ہو کہ تمہاری بیٹی تمہیں ابا ابا کہہ کر پکارتی رہی پر تمہیں اس پر کوئی ترس نہ آیا۔

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ صفحہ 171 از مولانا غلام باری سیف۔ ایڈیشن دوم جنوری 2005ء)

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقویٰ اللہ اور انسانی ہمدردی ملاحظہ کیجئے کہ کئی سال پرانا واقعہ سن کر زار و قطار رو دئے جب کہ لڑکی کا حقیقی باپ اپنے ہاتھوں سے بیٹی کو قتل اور زندہ درگور کرتے ہوئے نہ کانپا۔

دوسروں کا احساس

بھوک کے دنوں میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ آپ نے اکیلے پینے کی بجائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مسجد نبوی کے درویشوں کو بھی بلاؤ کہ وہ بھی اس دودھ سے حصہ لے لیں۔ حسب ارشاد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سب کو دودھ پلایا اور خود ان کے بعد پیا اور خوب پیا۔ سب سے آخر میں بقیہ دودھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نوش فرمایا۔

(مستدرک الحاکم جلد 4 صفحہ 167- از امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری، دار الکتب العلمیہ۔ بیروت)

بھوک ہوتے ہوئے دوسروں کو نہ صرف دودھ میں شامل کرنا بلکہ اپنے سے پہلے ان کو پلانا اور اصرار سے پلانا اور خود آخر پر لینا، ماں کے علاوہ کون کر سکتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ اللہ کے پیش نظر بھوکے غریبوں اور مسکینوں کو اپنے آپ پر ترجیح دی۔ جبکہ آپ نے تو بھوکے بچوں کو آدھی آدھی کھجور کھلانے والی عورت کو بھی جنت کی بشارت دی تھی۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ روم باب ما من مولود یولد علی الفطرۃ)

معزز سامعین! حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقویٰ اللہ کا ایک اور انداز ملاحظہ فرمائیے، فرماتے ہیں: میں نماز پڑھا رہا ہوتا ہوں، نماز کو لمبی کرنا چاہتا ہوں کہ نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں۔ تاکہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب امر الائمة بتخفیف الصلوٰۃ)

غریب پروری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تقویٰ کی بنا پر غریب صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملنے، انکے ساتھ بیٹھنے اور ان سے پیار کرنے میں کوئی عار نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ ایک دن بازار سے گزرتے ہوئے اپنے ایک غریب صحابی رضی اللہ عنہ کو مزدوری کرتے ہوئے دیکھا جو پسینہ سے شرابور تھا۔ آپ دبے پاؤں آہستہ آہستہ گئے اور انتہائی محبت سے پیچھے سے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ جو اس کی دینی و دنیاوی رفعتوں کے لئے کافی تھا۔

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مؤلفہ: مولانا غلام باری سیف صاحب صفحہ 170 - ایڈیشن دوم 2005ء)

مسجد نبوی میں ایک عورت جھاڑو دیا کرتی تھی وہ فوت ہو گئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔ صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو بہت دکھ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے کیوں اطلاع نہ دی؟ پھر صحابہ کے ساتھ اس غریب و مسکین عورت کی قبر پر تشریف لے جا کر دعا کی۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی القبر)

غریب کی آج بھی کوئی حیثیت نہیں ہے مگر عرب کے بگڑے ہوئے معاشرہ میں تقویٰ اللہ کے علاوہ وہ کونسا جذبہ تھا جو آپ کو ایک غریب بڑھیا کی قبر پر لے گیا۔

غریبوں کی مدد پر کمر بستہ

حضرت عبداللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تکبر نام کو بھی نہ تھا۔ نہ آپ ناک چڑھاتے اور نہ اس بات سے بُرا مناتے اور بچتے کہ آپ بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ چلیں اور ان کے کام آئیں اور ان کی مدد کریں۔ یعنی بے سہارا عورتوں اور مسکینوں اور غریبوں کی مدد کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتے اور اس میں خوشی محسوس کرتے۔

(مسند دارمی باب فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

غلاموں کے بارے میں تقویٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں بھی تقویٰ اللہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ ہدایت فرما رکھی تھی کہ جو خود کھاؤ اپنے غلاموں کو بھی کھلاؤ اور جو خود پہننا نہیں بھی پہنناؤ اور صحابہ کی زندگیوں میں اس نصیحت کا بڑا واضح رنگ نظر آتا۔

(صحیح بخاری کتاب فی العتق وفضلہ باب العبیذ اخوانکم)

غلاموں کا نکاح

لوگ اپنے غلاموں کا بیاہ کر دیتے اور جب چاہتے ان میں علیحدگی کر دیتے، گویا ان بیچاروں کا کوئی حق ہی نہ تھا۔ چنانچہ جب ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا تو غلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر شکایت کی تو آپ نے منبر پر چڑھ کر اعلان فرمایا کہ لوگ غلاموں کا نکاح کر کے پھر ان میں علیحدگی کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ نکاح و طلاق کا حق مالک کو نہیں شوہر کو ہے۔

(سنن ابن ماجہ ابواب الطلاق باب طلاق العبد)

ایک بار مال غنیمت کی تقسیم کے وقت رش کی وجہ سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گرا۔ آپ نے دست مبارک میں پکڑی پتلی سی چھڑی کے ذریعہ اس کو ٹھوکا دیا۔ چھڑی کا سر اس کے چہرہ پر لگا جس سے اسے ہلکی سی خراش آگئی۔ تو آپ نے فرمایا: تَعَانَ فَاَسْتَقْدُ کہ آؤ! مجھ سے انتقام لے لو۔ لیکن اس نے عرض کیا: عَفْوَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! کہ اے اللہ کے رسول! میں نے معاف کر دیا۔

(ابوداؤد، کتاب الدیات باب القود من الامیر من نفسه الضربة وقص الامیر من نفسه)

عدل و مساوات کے علمبردار کو خدا کی طرف سے بلاوا آچکا تھا۔ آپ کو علم تھا کہ جلد آپ اپنے محبوب حقیقی کے ہاں جانے والے ہیں۔ آپ نے مرض الموت میں اعلان فرمایا: اگر کسی کا قرض میرے ذمہ ہو یا میں نے کسی کی جان و مال یا آبرو کو صدمہ پہنچایا ہو تو میرے جان و مال و آبرو حاضر ہیں۔

(سیرت النبی از علامہ شبلی نعمانی حصہ دوم صفحہ 306- مطبع معارف شہر اعظم گڑھ طبع سوم 1352ء)

”اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِعَدَدِ هَبَّةٍ وَعَغَبَةٍ وَحُزْنِهِ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَنْزِلْ عَلَيْهِ أَنْوَارَ رَحْمَتِكَ إِلَى الْأَبَدِ۔“

(برکات الدعاء، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 11)

اے اللہ! درود اور سلام اور برکتیں بھیج آپ اور آپ کی آل پر۔ اتنی زیادہ رحمتیں اور برکتیں جتنے ہم و غم اور حزن آپ کے دل میں اس امت کے لیے تھے اور آپ پر اپنی رحمتوں کے انوار ہمیشہ نازل فرماتا چلا جا۔ (آمین)

(بتعاون: ایم اے درانی)

